مغرب میں اسلامیات، تشیع اور عزاداری

مؤلف: غلام احیا حسینی*
مترجم: مولانا سید سجاد حیدر صفوی

تمہید

واقعہ عاشورا تاریخ اسلام میں ہمیشہ سے اہل تحقیق اور تاریخ نگاروں کی توجہ کا مرکز رہا ہے۔ یہ واقعہ اتنی اہمیت کا حامل ہے کہ مکتب تشیع کے بارے میں تحقیق کرنے والے بعض افراد کے مطابق اسے شیعیت کے ظہور کا اصلی نقطہ قرار دینا چاہیے (۱)۔ مغرب میں شیعیت (۲) کے تناظر میں یہ واقعہ مغربی محققین کے لئے ایک قابل توجہ پہلو رہا ہے۔ اصلی موضوع کی وضاحت سے پہلے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ہم مغرب میں شیعیت کے مقدمہ کے طور پر ''اسلامیات'' کے کا اجمالی تجزیہ کریں۔

اسلامیات کے لئے ہمیں پہلے ''استشراق'' یا آج کی اصطلاح میں ''مشرقی مطالعات'' کی تعریف کرنا ہوگی؛ مشرقی مطالعات کی مناسب تعریف اسی وقت ممکن ہے جب ہم اہل مغرب کی نظر میں مشرق کے مفہوم کو جان لیں۔

آج کی دنیا میں ''مشرق'' کا جو مفہوم سب سے زیادہ رائج ہے، وہ اس کا ثقافتی مفہوم ہے۔ جس کا مطلب ہے مشرق میں موجود مختلف انسانی مجموعوں پر حاکم مشترکہ روح (۳)، اور اس تعریف کو خود اہل مشرق نے بھی قبول کیا ہے (۴)۔

اہل مغرب عرصہ دراز سے مشرق کو جاننے کے لئے کوشاں رہے ہیں۔ یونان و روم کے بعض ادبی اور تاریخی آثار کو استشراق کے ابتدائی نمونوں میں شمار کیا جاسکتا ہے؛ لیکن اس کے باوجود طلوع اسلام نے مشرق و مغرب کے درمیان تعلقات کا ایک جدید دروازہ کھولا۔ قرآن میں عیسائیت کو ایک دین کے عنوان سے پیش کئے جانے اور پیغمبر اکرمؐ کی طرف سے عیسائیوں اور عیسائی حکومتوں کے ساتھ پر امن اور صلح پسند رویے کے باوجود، انہوں نے اسلام اور مسلمانوں کے ساتھ معاندانہ رویہ اختیار کیا اور اس کے نتیجے میں اسلام، پیغمبر اسلام اور قرآن کے بارے میں کچھ آثار بھی وجود میں آئے، اگرچہ ان کی تعداد بہت کم تھی (۵)۔

یہ معاندانہ رویہ صلیبی جنگوں کے بعد اور بھی شدید ہوگیا؛ اس بناء پر کہا جاسکتا ہے کہ ''مغرب میں اسلامی مطالعات'' تکوینی طور پر اسلام مخالف رہے ہیں اور اس کی بنیاد، اسلام دشمنی پر رہی ہے (۶)۔

مغرب میں اسلامی مطالعات زیادہ تر تین چیزوں سے متاثر ہوئے ہیں:

۱۔ مغرب میں ثقافتی اور سیاسی تبدیلیاں
۲۔ مشرق میں ثقافتی اور سیاسی تبدیلیاں
۳۔ مشرق و مغرب کے باہمی تعلقات

مذکورہ نکات اور استشراق کے موضوع پر تحقیق کرنے والے افراد کے مد نظر، مغرب میں اسلامیات کے مراحل کے سلسلے میں مختلف نظریات پیش کئے گئے ہیں، جن میں سے مناسب نظریات کو ہم مندرجہ ذیل پانچ مراحل میں تقسیم کر رہے ہیں

۱۔ دفاع کا مرحلہ (ظہور اسلام سے چودہویں صدی عیسوی تک)
۲۔ تبشیر کا مرحلہ (پندرہویں اور سولہویں صدی عیسوی)
۳۔ سامراجیت کا مرحلہ (سترہویں اور اٹھارہویں صدی عیسوی)
۴۔ علمی تحقیق کا مرحلہ (انیسویں اور بیسویں صدی عیسوی)
۵۔ سامراجیت کے بعد کا مرحلہ (۱۱ ستمبر کے واقعہ کے بعد)

ان تمام مراحل کی تفصیلات اس مقالے کی حد سے باہر ہے (۷)؛ لیکن یہاں پر بطور خلاصہ اشارہ کیا جاسکتا ہے کہ پہلے مرحلے میں، عیسائیوں نے عیسائیت کے اصولوں اور بنیادوں کا دفاع کیا جبکہ ان کے پاس ایک عظیم فوجی طاقت بھی تھی اور انہوں نے اپنے مد مقابل محاذ کو پہچاننے کے لئے اسلامی متون کا ترجمہ بھی کیا۔ ترجمہ شدہ کتابوں کا وہ مجموعہ جو پیٹر مقدس (۸) کی ترغیب اور خرچے پر سنہ ۱۱۰۰ سے ۱۵۰۰ء تک انجام پایا، بعد میں اسے "کلونئل مجموعہ" (۹) کے نام سے شہرت ملی۔

تبشیر کے مرحلے میں ان کا مقصد مشرق میں عیسائیت کا تعارف اور اس کی تبلیغ تھا۔ ان دونوں مراحل کی مشترکہ چیز اسلام کی مکمل مخالفت اور اسلام و پیغمبر اسلام کے خلاف تہمتوں اور افتراءات (الزامات تراشیوں) کا بازار گرم کرنا تھا۔

سامراجیت کے مرحلے میں مغرب و مشرق کے درمیان باہمی تعلقات کے جدید پہلوؤں بالخصوص اقتصادی تعلقات قائم ہونے سے، اسلام اور مشرق کے تئیں مغرب میں اقتصادی نگاہ بھی پیدا ہوئی۔ گزشتہ صدیوں میں مواصلات کی توسیع کی وجہ سے، دین میں علمی تحقیق اور اسلام کے بارے میں مطالعات کی وسعت کے ساتھ "علمی تحقیق کا مرحلہ" شروع ہوا۔ اس مرحلہ میں جہاں اسلامیات اور استشراق کے مراکز میں وسعت پیدا ہوئی، وہیں یورپ کے ساتھ ساتھ دوسرے لوگ بھی اس میدان میں اتر آئے (۱۰)۔

گیارہ ستمبر کے واقعہ کے بعد دنیا کے بہت سے سیاسی اور ثقافتی معادلات بدل گئے۔ اس تبدیلی کے نتیجے میں اسلامیات میں کچھ ایسی خصوصیات پیدا ہوئی ہیں جنہیں ایک جداگانہ بحث میں پیش کیا جاسکتا ہے۔ دراصل مغربی

ممالک نے امریکہ کی سربراہی میں ،ذرائع ابلاغ کی طاقت کا استعمال کرتے ہوئے،اپنے تسلط پسندانہ مقاصد کے تحت،اسلامیات میں کچھ ایسے جدید ادب کو داخل کر دیا ہے جس میں اسلام مخالف پہلوؤں کو برملا کیا جاتا ہے اور دہشت گردی اور بنیاد پرستی جیسے الفاظ پر زیادہ زور دیا جاتا ہے اسی لئے گزشتہ برسوں میں مغربی دنیا میں اسلامیات کے عنوان سے جو بھی ہوا ہے،اسے مغربی سامراجیت کی جانب بازگشت کا مرحلہ قرار دیا جا سکتا ہے اور شاید اسے مغربی دنیا میں اسلامیات کا چھٹا مرحلہ قرار دیا جا سکے۔

مغرب اور شیعیت

مغربی دنیا میں اسلامیات کی ایک شاخ ''تشیع'' یا ''شیعیت'' کے نام سے معروف ہے۔یہ اسلامیات کی ایک جدید شاخ ہے جو اپنے وجود اور ارتقاء میں ایران کے اسلامی انقلاب کی مرہون منت ہے۔

مغربی دنیا کے اسلامیات میں شیعیت کے تئیں بے توجہی کی وجہ یہی ہے کہ پوری تاریخ اسلام میں شیعیت کو حاشیے میں ڈھکیلے جانے کی روایت باقی ہے؛لہٰذا سالہا سال تک مستشرقین کی تحریروں میں شیعیت کا چہرہ مبہم اور غبار آلود رہا ہے۔اور یہ ایک ایسی حقیقت ہے کہ جس کی طرف شیعیت کے معاصر محققین نے بھی اشارہ کیا ہے:

مغرب میں تشیع کے تئیں تحقیق و تجزیہ ہمیشہ غفلت کا شکار رہا ہے(۱۱)۔

اہل مغرب کے قدیم مصادر میں اسلام کے بارے میں جو ملتا ہے اس سے یہی سمجھ میں آتا ہے کہ ابتدائی صدیوں میں جب اسلام اور مغربی دنیا کا آمنا سامنا ہوا، تو مجموعی طور پر شیعیت سے ان کی واقفیت بہت کم تھی یا یہ کہنا زیادہ مناسب ہوگا کہ اہل مغرب شیعیت سے بالکل ناواقف تھے۔

اہل سنت کے " ملل و نحل" لکھنے والوں نے شیعوں کو ہمیشہ صراط مستقیم سے منحرف گروہ کے طور پر پیش کیا ہے اور ان کی نظر میں شیعہ '' صحیح دین'' کے بجائے ''منحرف دین'' پر چلتے رہے ہیں۔بعد میں آنے والے بہت سے مغربی محققین نے بھی اسلام کا جائزہ لیتے ہوئے اسی دو شاخہ اسلام کو قبول کیا ہے اور شیعہ اسلام کو دین میں ایک بدعت کے طور پر قبول کیا ہے(۱۲)۔

وہ مسلمان مصنفین اور نقاد جنھوں نے استشراق پر شدید حملے کئے ہیں اور مستشرقین پر الزام عائد کیا ہے کہ انہوں نے مذموم اہداف کے تحت اسلامی متون سے غلط تصورات اور اسلام کی تاریخ، ثقافت اور فکر کا غلط تجزیہ پیش کیا ہے،ان تمام باتوں سے قطع نظر سبھی کا تقریباً اس پر اتفاق ہے کہ مستشرقین کی جانب سے اسلام شناسی میں شیعیت کے بارے میں غفلت برتی گئی ہے اور ان کی غلط تصویر پیش کی گئی ہے۔ہماری نظر میں ایڈورڈ براؤن (متوفی ۱۹۲۹ء) کا یہ جملہ بالکل سچ ہے:''اب تک یورپ کی کسی بھی زبان میں شیعیت کے بارے میں کوئی بھی

مفصل، مطمئن اور قابل وثوق تالیف وجود میں نہیں آئی ہے۔ مستشرقین کا اہلسنت کے مصادر پر انحصار، شیعیت کو ایک مضبوط دینی، سیاسی اور ثقافتی تحریک کے طور پر نہ جاننا، مستشرقین کی کتابوں کا ترجمہ کرنے والے بعض اہل سنت مترجمین کا مغرضانہ رویہ، شیعوں کی تبلیغی مشینری کی کمزوری اور پہلی تین صدیوں پر مشتمل شیعوں کی مبہم اور پیچیدہ تاریخ، سبب بنی کہ ایک طرف شیعوں سے متعلق تالیفات کی تعداد بہت محدود لگیں اور دوسری طرف اس سلسلے میں انجام دئے گئے مطالعات اور تحقیقات کا عمومی اعتبار بھی بہت کم ہوا (۱۳)۔

''تحقیق عقاید و علوم شیعی'' (شیعی علوم و عقائد پر ایک نظر) کے مؤلف ۱۹۴۳ء سے ۱۹۶۸ء تک مغربی زبان میں اسلام کے بارے میں تحریر کی جانے والی کتابوں کے بارے میں ایک تجزیہ پیش کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

اسلام کے بارے میں تحریر کی جانے والی تقریباً ہر ۳۵۰ کتابوں اور مقالات میں سے صرف ایک عدد، شیعہ اثنا عشری کے بارے میں ہوتا ہے اور یہ تعداد ان تحریروں سے بھی کم ہے جو زیدی اور اسماعیلی شیعوں کے بارے میں لکھی جاتی ہیں (۱۴)۔

بہر حال بعض مسلمان اور غیر مسلم محققین نے مغرب میں شیعیت کی تاریخ کو اپنی توجہ کا محور بناتے ہوئے اس سلسلے میں کچھ کتابیں لکھی ہیں جیسے:

۱۔ یٹن کولبرگ، ''شیعہ اسلام کے بارے میں اہل مغرب کے مطالعات''، ۱۹۸۴ء میں تل ابیب یونیورسٹی میں منعقد ہونے والی کانفرنس، ''شیعیت، مزاحمت اور انقلاب'' زیر سرپرستی ڈاکٹر مارتھن کرامر۔

۲۔ عباس احمد وند، ''گزری بر مطالعات شیعی در غرب''، مجلّہ مقالات و بررسی ہا، دفتر ۶۳، دانشکدہ الٰہیات، دانشگاہ تہران، ۱۳۷۷ شمسی۔

مغرب میں شیعیت کے مراحل

پہلا مرحلہ: سفر نامے

اہل یورپ کی شیعیت اور شیعوں سے واقفیت کی تاریخ، صلیبی جنگوں کی طرف پلٹتی ہے۔ اس سے پہلے مغربی ممالک صرف سنی اسلام کے بارے میں جانتے تھے جو مسلم ممالک میں سرکاری مذہب ہوا کرتا تھا۔ لیکن جنگوں کے دوران صلیبی، بعض شیعہ فرقوں جیسے مصر میں فاطمیون اور اس کے کچھ عرصہ کے بعد باطنی مسلک سے روبرو ہوئے۔ اس دور کے مصنفین کی کتابوں میں شیعوں کے بارے میں کچھ ایسی باتیں ملتی ہیں جو صحیح نہیں تھیں اور ان میں تعصب پایا جاتا تھا۔ شاید یہ کہنا صحیح ہوگا کہ مغرب کی شیعیت سے پہلی صحیح واقفیت سفر اور سفر ناموں کے ذریعہ ہوئی ہے، جسکا آغاز مارکوپولو کے سفر نامے (۱۵) سے ہوتا ہے جو تیرہویں صدی عیسوی کے اواخر اور

چودہویں صدی کے آغاز میں لکھا گیا۔مارکوپولو نے اپنے سفر کی روداد میں شامات کے اسماعیلیوں کا ذکر کیا ہے(۱۶)۔

لیکن سفر نامے لکھنے کا رواج سولہویں اور سترہویں صدی سے ہوا جب ایران میں صفویوں کی حکومت قائم ہوئی اور ایران اور یورپ میں سیاسی اور اقتصادی تعلقات میں اضافہ ہوا۔ان سفر ناموں میں سب سے معروف جین چارڈن کا سفر نامہ ہے جس میں اس وقت کے حالات کے بارے میں اچھی معلومات فراہم کی گئی ہیں۔اس دور کی خاص چیز روزانہ کی رپورٹ ہے جس میں کوئی خاص نظم اور موضوعیت نہیں پائی جاتی۔

دوسرا مرحلہ: سفر ناموں کا علمی مرحلہ (۱۸۔۱۹صدی)

اس مرحلہ میں سفر نامے لکھنے کی سنت کو جاری رکھتے ہوئے ان افراد نے قلم اٹھایا جن کے پاس گزشتہ سیاحوں کے تجربات تھے اور وہ مشرقی ممالک میں سیاسی،اقتصادی اور ثقافتی سفیر بن کر آئے تھے۔اس مرحلے کا گزشتہ مرحلہ سے امتیاز اس طرح بیان کیا جاسکتا ہے کہ اس مرحلے میں ان افراد نے طولانی سکونت اختیار کی اور مشرق و ایران کی تاریخ کے بارے میں منظّم آثار (کتاب بہ سفر نامہ) لکھنا شروع کیا؛البتہ شروع میں ان کے موضوعات عام تھے جیسے مذہب،سیاست،اقتصاد اور تجارت ، لیکن بعد میں یہ موضوعات خاص اور جزئی ہوتے گئے؛ جیسے مذہب کے میدان میں ان کا دائرہ کار، شیعہ نشین ممالک،شیعیت کی تاریخ اور شیعوں کے بارے میں دیگر مطالعات تھے۔

تیسرا مرحلہ: علمی شیعیت (بیسویں صدی)

بیسویں صدی میں جس طرح اسلامیات کا موضوع کافی اہمیت کا حامل ہوا اسی طرح شیعیت کا مطالعہ بھی بہت اہمیت کا حامل ہو گیا۔

گزشتہ چند دہائیوں سے جن محققین نے شیعہ اسلام کے بعض گوشوں پر توجہ مرکوز کی ہے ان میں سر فہرست روڈلف اسٹرومن (۱۷) (۱۸۷۷۔۱۹۶۰ء) (۱۸)،لوئی مسینن (۱۹) (۱۸۸۳۔۱۹۶۲ء) (۲۰) ہنری کربن (۲۱) (۱۹۱۳۔۱۹۷۸ء) ہیں۔

ان میں ہنری کربن کا کردار شیعیت کی شناخت اور اسے متعارف کروانے کے لحاظ سے بالکل منفرد ہے، چاہے وہ اسماعیلی شیعہ ہوں یا اثنا عشری شیعہ (۲۲)۔

یہ مرحلہ اپنی خصوصیات اور اس میں آگے آنے والی شخصیات کی وجہ سے تین مراحل میں تقسیم ہوتا ہے:

ا۔آغاز سے ۱۹۴۵ء تک

اس عرصے کی معروف اور اہم شخصیت ڈونلڈ سن ہے (۲۳) جس نے اپنی کتاب " شیعہ مذہب " کے ذریعہ امریکہ میں شیعیت کی بنیاد رکھی اور ڈاکٹر نصر کے مطابق اب بھی یہ کتاب شیعہ امامیہ کی شناخت اور مطالعات میں مستند اور مصدر سمجھی جاتی ہے (۲۴)۔

ڈونلڈ سن برطانوی شہری ہیں اور کنڈی ایڈور ٹائزنگ ہارٹفورڈ کے گریجویٹ ہیں۔انہوں نے اپنی زندگی کے ۱۶سال مشہد میں بسر کئے اور بہت سے دوسرے اسلامی ممالک کا بھی سفر کیالیکن ان کی زیادہ تر کتابیں شیعیت سے متعلق ہیں۔

۲۔ ۱۹۴۵ء سے ۱۹۷۹ء تک

دوسری جنگ عظیم کے بعد ۱۹۷۲ء میں جب واٹیکان نے اسلام کے بارے میں ایک اہم پیغام جاری کیا (۲۵)، تو مغرب کے اسلام شناس دانشوروں کے درمیان علمی تحقیق کا رجحان بڑھ گیا اور اس کے تناظر میں شیعیت سے متعلق مطالعہ اور تحقیق کا بھی آغاز ہوا، جس کے نتیجے میں نکی کیڈی، مارشل ہاجسن اور ولفرڈ مارڈلنگ جیسی شخصیات سامنے آئیں۔ان کے علاوہ بعض دیگر دانشور جیسے لیٹن کلبرگ، ہائنس ہام، حسین محمد جعفری، موجان مومن، فرہاد دفتری، محمد علی امیر معزی اور دوسرے افراد کا نام لیا جاسکتا ہے جنہوں نے شیعیت کے بارے میں ہماری شناخت کے ارتقاء میں اہم کردار ادا کیا ہے (۲۶)۔

اس دور کی اہم خصوصیت یہ ہے کہ اس میں اسماعیلی مذہب کی طرف خاص توجہ دی گئی اور اس دور میں ہاجسن اور ماڈلنگ کے علاوہ دوسرے دانشوروں جیسے اوانف روسی اور عرفان نامر نے بھی اس موضوع کی طرف خاص توجہ دی ہے۔

شیعیت کی مختلف شاخوں کے بارے میں علمی تحقیق اسی دور میں شروع ہوئی، بطور مثال شاید گزشتہ دہائیوں میں ولفرڈ ماڈلنگ کو شیعہ کلامی مطالعات کا بانی قرار دیا جاسکے جنہوں نے اپنی کتاب "امامیہ اور معتزلہ کے کلامی افکار" کے ذریعہ عصر حاضر میں اس کا باب کھولا (۲۷)۔

۳۔ ۱۹۷۹ء (ایران میں اسلامی انقلاب کی کامیابی) سے اب تک

ایک ملک میں ایک عالم دین کی قیادت میں اسلامی انقلاب کی کامیابی اور ایک ایسی حکومت کا وجود میں آنا جو خاص دینی خصوصیات کی حامل ہو پھر اسے عوام کی تائید بھی حاصل ہو، اور اہل مغرب کے تصور کے برعکس جمہوریہ طرز پر وجود میں آنا، ان سب باتوں نے مغربی دنیا کو اس کے عوامل و اسباب کے بارے میں سوچنے پر مجبور کر دیا۔اہل مغرب کے لئے یہ سوال بہت اہم تھا کہ اس انقلاب کی بنیادیں اور جڑیں کہاں ہیں اور اس انقلاب کے وجود میں آنے کے اسباب کیا تھے؟ اسی بات کو سمجھنے اور عمیق مطالعہ کے لئے اہل مغرب کی اسلامیات کا ایک بہت بڑا

حصہ شیعہ شناسی کی جانب موڑ دیا گیا۔ مغرب کے تعلیمی مراکز میں مباحث تشیع (Academic Chais) کو داخل کیا گیا۔ مغربی اور مشرقی مستشرقین نے شیعیت بالخصوص شیعہ امامیہ کے بارے میں مکمل توجہ کے ساتھ مطالعہ شروع کر دیا۔ موجودہ تحقیق میں اہل مغرب کے تشیع کی جانب اسی جدید رجحان کی ایک تصویر پیش کی جا رہی ہے۔

مغرب میں شیعیت کے مطالعہ پر ایک اجمالی نگاہ ڈالنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ایران کا اسلامی انقلاب اہل مغرب کے لئے خطرے کی گھنٹی ثابت ہوا جس نے انہیں اس بات پر مجبور کر دیا کہ وہ اپنے علمی اور تحقیقی مراکز کی علمی اور تحقیقی قوت کو تشیع کی شناخت پر مرکوز کریں اور یہی مغرب میں شیعیت کے مطالعہ کا اہم موڑ مانا جاتا ہے۔ گزشتہ دو دہائیوں میں شیعیت کے بارے میں نشر ہونے والی کتابوں کی بڑی تعداد اس کی روشن دلیل ہے۔

یہ بات بالکل واضح ہے کہ اسلامی انقلاب کی کامیابی اور دنیا میں شیعہ تحریکوں کے وجود میں آنے سے شیعیت کے مطالعہ کی جانب اہل مغرب کی توجہ بہت زیادہ بڑھ گئی؛ بطور مثال مغرب کی یونیورسٹیوں میں ایران اور شیعیت (۲۸) سے متعلق لکھے جانے والی ۵۰۰ سے زیادہ علمی تحقیقات اس کا بین ثبوت ہیں۔ لیکن یہاں اہم مسئلہ یہ ہے کہ ان تحقیقات کے محوری ہونے کی حیثیت سے ہم کس حد تک شیعیت کے بارے میں اہل مغرب کے مطالعات سے واقف ہیں؛ شیعیت سے متعلق تحقیق کرنے والے کون سے افراد، مراکز اور ادارے اس میدان میں فعال ہیں؛ اور ان کے کام کس حد علمی معیار کے مطابق ہیں؟

افسوس کے ساتھ کہنا پڑ رہا ہے کہ اب تک ان سوالات کے مناسب جواب کسی کی طرف سے پیش نہیں کئے گئے ہیں، اور اصل مشکل یہیں سے شروع ہوتی ہے، کیونکہ جب ہمیں سامنے والے کی توانائیوں کا علم نہیں ہوگا، ہم ان کے سامنے کوئی مستند منصوبہ بندی نہیں پیش کر سکتے جو ہمیں ایک نئی کشف شدہ مخلوق کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ یہ تحریر ایک خاص شعبہ میں اسی خلاء کو پر کرنے کی ایک اجمالی کوشش ہے۔

مغرب میں کربلائیت

پہلا مرحلہ: شیعہ تواریخ اور کتب کی تصحیح اور ترجمہ

ہمارے خیال سے مستشرقین کی واقعہ عاشورہ سے ابتدائی آشنائی، تاریخ کی عام کتاب یا شیعہ تاریخ کی کتاب جیسے شیخ مفید کی الارشاد وغیرہ کے ترجمہ اور تصحیح کے ذریعہ ہوئی ہے۔ بطور مثال ''موجودہ عالم اسلام کی انسائیکلوپیڈیا'' میں Husayn Ibn Ali کے عنوان سے مقالے کا ماخذ الارشاد کا انگریزی ترجمہ ہے (۲۹)۔
اسی طرح تاریخ طبری (۳۰) سے ''یزید ابن معاویہ کی خلافت'' کا ترجمہ یقیناً اہل مغرب کی کربلائیت میں موثر رہا ہے۔ ابن مسکویہ (۴۳۱ ھ) کی کتاب تجارب الامم کا ترجمہ اور تصحیح جسے ایک انگریز مستشرق فرڈریک ایمڈرور

(۱۸۵۴۔۱۹۱۷ء)،اسی طرح بلاذری (۲۷۹ھ) کی انساب الاشراف سے علی ابن ابی طالب اور ان کی اولاد کے عنوان سے ماڈلنگ نے جو ترجمہ کیا ہے اس کے ذریعہ بھی مغربی مستشرقین امام حسینؑ سے آشنا ہوئے ہیں۔

دوسرا مرحلہ: علمی اور تجزیاتی کربلائیات

بیسویں صدی کی ابتدائی دہائیوں سے ہم دیکھتے ہیں کہ مستشرقین نے شیعیت کے مطالعات کے باب میں محرم ،عزاداری،عاشورہ اور امام حسینؑ سے متعلق منفرد آثار خلق کئے بطور مثال ڈونلڈسن نے اپنی کتاب ''شیعہ مذہب''میں ایک باب ''کربلا شیعوں کی سب سے اہم زیارت گاہ'' کے عنوان سے لکھا ہے،جس میں شہر کربلا کے محل وقوع ،زیارت کربلا کی فضیلت، کربلا جغرافیہ دانوں اور سیاحوں کی نظر میں،امام حسینؑ کی زیارت اور عزاداری اور کربلا کی ایک کلی تصویر پیش کی گئی ہے(۳۱)۔

بیسویں صدی کے نصف دوم میں ہمیں اہل مغرب کی کربلائیت میں ایک بدلاؤ نظر آتا ہے، پہلی بات تو یہ کہ اس سلسلے میں مستقل کتابیں اور مقالات لکھے گئے۔دوسری بات یہ ہے کہ موضوعات اور روش میں بھی کچھ تنوع نظر آتا ہے، یعنی محققین نے صرف تاریخی اور توصیفی طریقے پر اکتفا نہیں کی بلکہ تقابلی مطالعے اور سماجیات اور سیاسیات کے تناظر میں تجزیے کے طریقے سے بھی عاشورہ کو پرکھا ہے۔ان کتابوں کی ایک خاص بات یہ بھی ہے کہ ان میں عزاداری کے آداب و رسوم پر بھی توجہ دی گئی ہے اس کے علاوہ عاشورا کے نمائشی اور ڈرامائی مناظر، تعزیہ خوانی اور اس کے ادبی پہلوؤں جیسے عاشورائی سوگناموں کو بھی ان کتابوں میں پیش کیا گیا ہے۔

آنے والی سطور میں ہم عاشورہ کے موضوع پر تحقیق کرنے والے مستشرقین کی کتابوں اور مراکز ، نیز بعض جزئی موضوعات جیسے محرم، کربلا، عزاداری کے آداب و رسوم کو پیش کریں گے۔
اس ضمن میں ہم سب سے پہلے علمی کربلائیات کے تاریخی سفر کو مستشرقین کی اجمالی زندگی اور ان کے آثار ساتھ پیش کریں گے (۳۲)۔

عاشوراشناس (عاشورہ سے واقف) مستشرقین
ہنرش فرڈی ننڈ وسٹنفلڈ (۱۸۰۸۔۱۸۹۹ء)

تاریخ اسلام اور عربی زبان و ادب کے ماہر اس جرمنی مستشرق نے اپنے علمی مدارج ہانوور اور برلن کی یونیورسٹیوں میں طے کئے (۳۳)۔ یہ سب سے پہلے محقق ہیں جنہوں نے ابی مخنف کے ''مقتل الحسینؑ'' کے سلسلے میں مقالہ لکھ کر اہل مغرب کو مقتل نگاری سے آشنا کرایا (۳۴)۔ان کا دوسرا کام اسی کتاب کا جرمنی زبان میں ترجمہ کرنا تھا(۳۵)۔

اگسٹ مولر (۱۸۴۸ء۔۱۸۹۲ء)

یہ جرمنی کے عظیم شاعر ولہم مولر کے بیٹے تھے۔انہوں نے لائنرک یونیورسٹی اور وین یونیورسٹی سے مشرقی زبانوں میں گریجویشن کیا۔تاریخ اسلام کے مختلف پہلوؤں پر متعدد مقالات لکھے۔"اسلام مشرق اور مغرب میں" نامی کتاب جو درحقیقت نولڈکے کاایک نامکمل کام تھا،ان کا ایک اہم اثر ہے۔اس کتاب کاایک حصہ حسینؑ ابن علیؑ کے بارے میں ہے۔اس کا شمار ان ابتدائی قدیم کتابوں میں ہوتا ہے جن میں واقعہ کربلا کو پیش کیا گیا ہے(۳۶)۔

جولیس ولہاوزن (۱۸۴۴ء۔۱۹۱۸ء) (۳۷)۔

یہ جرمنی کے باشندے ہیں جنہوں نے گوٹنگن یونیورسٹی (۳۸) سے مشرقی زبانوں کے شعبہ میں تعلیم حاصل کی۔تاریخ اسلام سے انہیں بہت زیادہ لگاؤ تھا۔واقدی کی کتاب "مغازی" اور تاریخ طبری کی تصحیح اور طباعت کے علاوہ انہوں نے اپنی دو کتابوں میں حسینؑ ابن علیؑ اور واقعہ کربلا سے متعلق تفصیل سے بحث کی: ایک "اسلام میں سیاسی احزاب کے درمیان کشمکش" (۳۹) جو ۱۹۰۱ء میں شائع ہوئی۔اس کتاب میں خوارج اور شیعوں کی مرکزی خلافت سے مخالفت کو پیش کیا گیا ہے اور اس میں تقریبا چالیس صفحات حسینؑ ابن علیؑ کے بارے میں ہیں (۴۰)۔دوسری کتاب "اسلامی حکومت؛ ظہور اسلام سے اموی حکومت اور اس کے زوال تک" ہے۔(۴۱) جو ۱۹۰۲ء میں برلن میں منظر عام پر آئی۔ولہاوزن نے تاریخی، معاشرتی اور کلامی نقطہ نگاہ سے اموی خلافت کے دور میں حسینؑ ابن علیؑ کے کردار پر بحث کی ہے۔

ولہاوزن جنہوں نے اپنی عمر سامی اور عرب تاریخ بالخصوص صدر اسلام سے متعلق مطالعہ اور تحقیق میں گزار دی،ان کا مغرب کے اہل تحقیق کے درمیان اثر و رسوخ رہا ہے، بالخصوص حسینؑ ابن علیؑ سے متعلق ان کی تحریریں بعد کے مؤلفوں کے لئے بنیاد قرار پائی ہیں(۴۲)۔

ہنری لامنس (۱۸۶۲ء۔۱۹۳۷ء) (۴۳)۔

لامنس فرانسیسی نژاد ہیں جو بلجیم میں پیدا ہوئے۔وہ ۱۸۷۸ء میں راہبوں کی طرف مائل ہوئے اور بیروت کی سنٹ جوزف یونیورسٹی سے انہوں نے عربی زبان وادب میں تعلیم حاصل کی۔انہوں نے تاریخ اسلام میں متعدد کتابیں اور مقالات لکھے ہیں۔سب سے پہلی کتاب جس میں انہوں نے حسینؑ ابن علیؑ پر کچھ لکھا "فاطمہ اور حضرت محمدؐ کی اولاد" ہے(۴۴)۔یہ کتاب ۱۹۱۲ء میں زیور طبع سے آراستہ ہوئی۔

اسلامی انسائیکلوپیڈیا لیڈن کی پہلی طباعت کے لئے انہوں نے "حسینؑ ابن علیؑ" کے نام سے ایک مقالہ لکھا۔اس مقالے میں انہوں نے "فاطمہ اور حضرت محمدؐ کی اولاد" سے کافی استفادہ کیا۔(۴۵) لیکن اسلامی انسائیکلوپیڈیا

لیڈن کی دوسری طباعت میں لامنس کے مقالے کو نکال دیا گیا اور اس کی جگہ وکسیا واگلری کے مقالے کو رکھا گیا(۴۶)۔

لامنس نے یزید ابن معاویہ کے بارے میں ''پہلے یزید کی خلافت'' (۴۷) کے نام سے ایک ضخیم کتاب لکھی جو ۱۹۲۲ء میں طبع ہوئی۔اس کتاب کے تقریباً سو صفحات حسین ابن علیؑ سے متعلق ہیں۔لامنس کی کتابوں کو بیسویں صدی کے پہلے نصف حصہ میں یورپ میں امام حسینؑ کے بارے میں لکھی جانے والی اہم ترین کتابوں میں شمار کیا جاتا ہے۔

ڈوائٹ ڈونلڈسن (۴۸)

برطانیہ کے اس مستشرق نے شیعہ مذہب کے بارے میں بہت سی تحقیقات لکھی ہیں۔ان کی کتاب ''شیعوں کا عقیدہ امامت'' ۱۹۳۱ء میں اور ''شیعہ مذہب'' ۱۹۳۳ء (۴۹) میں منظر عام پر آئیں۔ان کتابوں کا ایک حصہ حسین ابن علیؑ کی زندگی اور شہر کربلا سے متعلق مصنف کے مشاہدات پر مشتمل ہے(۵۰)۔

السنڈر بوسانی (۱۹۲۱ء) (۵۱)

یہ ایک اطالوی مستشرق ہیں(۵۲)۔ان کی کتاب ''سرزمین فارس کے ادیان'' (۵۳)ان کی ایک اہم کتاب ہے۔اس میں انہوں نے ایران میں مذہب تشیع کے آغاز اور اس میں تبدیلی پر بحث کی ہے۔اس کتاب کا ایک اہم حصہ امام حسینؑ اور عاشورا کے بارے میں ہے۔

لوراواکسیاواگلری (۵۴)

محترمہ لوراواکسیا واگلری ایک اطالوی مستشرق ہیں جو ناپل یونیورسٹی میں شعبہ استشراق کی ممبر ہیں۔ان کی اکثر تحقیقات اسلام کی قدیم اور جدید تاریخ کے بارے میں ہے۔ واگلری نے ۱۹۲۴ء سے اپنے مقالات کو مجلات اور سیمناروں میں پیش کرنا شروع کیا اور ۱۹۸۰ء تک یہ سلسلہ جاری رکھا۔اکثر اسلامی ممالک میں انھیں ''تاریخ اسلام کمبرج'' کے نام سے جانا جاتا ہے۔کتاب کے پہلے حصے میں امویوں کی خلافت سے متعلق باب قائم کیا ہے۔کتاب کے دوسرے حصوں کو مونٹ گیمری اور سورول نے لکھا ہے۔انہوں نے اسی میں واقعہ کربلا اور عاشورہ کے بارے میں بھی لکھا ہے۔تاریخ اسلام کیمبرج چونکہ مغربی یونیورسٹی کا ایک تحقیقی ماخذ ہے اس لئے واگلری کی تحریریں وسیع پیمانے پر عام اور اثر انداز ہوئی ہیں۔

ان کا دوسرا قلمی کام لیڈر اسلامی انسائیکلوپیڈیا میں حسین ابن علی (۵۵) کے عنوان سے ایک طولانی مقالہ ہے۔اس مقالے کو شاید امام حسینؑ کے بارے میں سب سے زیادہ طولانی علمی مقالہ کہا جاسکتا ہے کہ جس میں واقعہ عاشورہ پر بھی بحث کی گئی ہے۔

لیڈن اسلامی انسائیکلوپیڈیا میں ان کے دیگر مقالات ''جمل''، ''خیبر''، ''غدیر خم'' اور ''فدک'' قابل ذکر ہیں۔

محترمہ واگلری کا انتقال اگست ۱۹۸۹ء میں ہوا۔

پیٹر چلکوسکی (۵۶)

ان کا شمار ان محققین میں ہوتا ہے جنہوں نے عاشورہ کے فنی پہلوؤں پر خاص توجہ دی ہے۔انہوں نے چونکہ ۱۹۶۸ء میں تہران یونیورسٹی سے فارسی ادب میں ڈاکٹریٹ کیا ہے اور عاشورہ کے معاشرتی اور فنی پہلوؤں کو ایرانی شیعوں کے درمیان قریب سے دیکھا اور محسوس کیا ہے اور یہ پہلو چونکہ ایک مغربی محقق کے لئے کافی جذاب ہو سکتے ہیں لہٰذا انہوں نے تعزیہ خوانی کے موضوع پر کافی اچھی تحقیقات پیش کی ہیں۔

چلکوسکی نے ماسٹرس کی ڈگری اسلامیات اور اسلامی تاریخ کے موضوع پر لندن (۱۹۵۹۔۱۹۶۱ء) سے حاصل کی ہے۔اور بچلر ۱۹۵۸ء میں مشرقی فلسفہ میں مکمل کیا تھا۔

یہ آج کل نیویارک یونیورسٹی میں اسلامیات اور مطالعہ مشرق وسطیٰ کے پروفیسر ہیں۔

عاشورہ کے بارے میں ان کے مندرجہ ذیل آثار کی طرف اشارہ کیا جا سکتا ہے:

تعزیہ: ایران میں ایک مذہبی رسم اور نمائش (۵۷)۔

کربلا سے نیویارک تک متحرک تعزیہ (۵۸)۔

ٹرینی ڈاڈ (امریکہ کا ایک علاقہ) کا محرم (۵۹)۔

انسائیکلوپیڈیا معاصر عالم اسلام میں ''عاشورہ'' اور ''محرم'' کے عنوان سے دو مقالے تحریر کئے۔(۶۰)

ڈیوڈ پینالٹ (۶۱)

ڈاکٹر پینالٹ کو گزشتہ دہائیوں کا بہترین ماہر کربلائیات کہا جا سکتا ہے۔اگر ان کے قلمی آثار کا جائزہ لیا جائے تو یہ بات سامنے آئے گی کہ ان کے اکثر آثار امام حسینؑ، عاشورہ اور ان سے متعلق موضوعات کے بارے میں ہیں۔

ڈیوڈ پینالٹ نے ۱۹۷۴ء میں کین یونیورسٹی میں مطالعہ فرانس کے موضوع میں ڈپلومہ حاصل کیا اور ۱۹۷۷ء میں فرانسیسی زبان میں بچلر جورج ٹاؤن یونیورسٹی سے مکمل کیا۔اس کے ایک سال بعد پھر دوبارہ سوئیزرلینڈ کی یونیورسٹی زوریخ سے جرمنی اور عربی میں بچلر کیا۔

پینالٹ نے ماسٹرس اور ڈاکٹریٹ ۱۹۸۱ء اور ۱۹۸۶ء میں عربی میں پنسلوانیا یونیورسٹی سے کیا اور چونکہ ان کی ڈاکٹریٹ اسلامیات میں تھی اس لئے انہوں نے مزید تحقیقات کے لئے متعدد ممالک کا سفر کیا جیسے مصر، ٹیونس، جارڈن، پاکستان، ہندوستان اور انڈونیشیا وغیرہ۔

انہوں نے ۱۹۹۷ء میں سینٹا کلارا یونیورسٹی (۶۲) میں اسلام اور مشرقی ایشیا کے مذاہب، عرفانی فلسفہ اور شیعیت جیسے موضوعات میں تدریس کا سلسلہ شروع کیا۔ نیز کولگیٹ یونیورسٹی اور پنسلوانیا یونیورسٹی میں بھی تدریس کے فرائض انجام دئے۔

ان کے کچھ قلمی آثار اس طرح سے ہیں:

کربلا کا گھوڑا: جنوبی ایشیاء کے مسلمانوں کی عبادات پر ایک تحقیق (۶۳)
شیعیت: ایک مسلمان معاشرے کے آئینی اور مشہور اشعار (۶۴)
یوم شیر خوار: لداخ میں عزاداری کے رسوم اور شیعوں کی شناخت (۶۵)
جنوبی ایشیاء کی شیعیت (۶۶)

حیدر آباد: ہندوستان میں محرم کی یاد اور شیعہ مسلمانوں کے اجتماعات (۶۷)
میراث تشیع نامی کتاب کا ایک باب "عیسائیت اور شیعیت میں نفس کی ریاضتوں کے آداب" (۶۸)
مذہبی تناظر میں مسلمانوں اور بدھشٹوں کے تعلقات (جو لداخ کے شہر لہہ میں عزاداری کے دستہ جات پر ایک تجزیہ ہے) (۶۹)

۔زینب بنت علیؑ اور پہلے ائمہ کی خواتین خانہ کا مقام، شیعہ عبادی تہذیب میں (۷۰)۔
ان کی نے متعدد تقاریر بھی ہیں جن میں سے کچھ مندرجہ ذیل ہیں:
۔معاصر شیعوں کے مذہبی رسوم میں احساسات اور فنون (۷۱)
۔شیعہ سنی تعلقات اور مصالحت کا امکان (۷۲)
۔ہم حسینی پروانے ہیں (۷۳)
۔معاصر ہندوستان میں شیعوں کی مرثیہ خوانی واٹلی اور جرمنی میں چودہویں صدی کے عیسائیوں کی "انجمن توبہ" کے آداب کا ایک تطبیقی جائزہ (۷۴)

مغربی مسلم دانشور اور کربلا

اب تک جہاں آپ کے سامنے ایسے مغربی مستشرقین کی بات پیش گئی جنہوں نے اپنی کتابوں اور تحریروں میں عاشورہ کے حوالہ سے گفتگو کی ہے۔ وہیں مغربی ممالک کے علمی معاشرے میں کچھ ایسے بھی دانشور اور محقق نظر آتے ہیں جو مسلمان ہیں اور ان میں سے بعض کا تعلق مذہب تشیع سے ہے، ان حضرات نے بھی عاشورہ اور واقعہ کربلا سے متعلق کچھ آثار خلق کئے ہیں۔ ان میں دو شیعہ دانشور ایسے ہیں جنہوں نے دوسروں کے مقابل زیادہ کام کیا ہے:

کامران آقائی (۷۵) (محقق، مرکز مطالعات۔ ٹگزاس یونیورسٹی مشرق وسطیٰ) (۷۶)۔
آقائی نے اپنا بچلر ۱۹۹۱ء میں اور ماسٹر س ۱۹۹۶ء میں اور ڈاکٹریٹ ۱۹۹۹ء میں لاس انجلس سے مکمل کیا۔ان کے ڈاکٹریٹ کا تحقیقی مقالہ واقعہ کربلا کی دو اہم اور عظیم شخصیتوں سے متعلق تھا جس کا عنوان تھا ''حسینؑ اور زینبؑ: ایران کی معاصر سیاسی اور معاشرتی تحریکوں کے آئیڈیلز'' (۷۷)۔
اس دانشور کی تحقیق کا موضوع اور دائرہ، شیعیت، ایران کی معاصر تاریخ اور مشرق وسطیٰ کی معاصر تاریخ ہے۔ عاشورہ سے متعلق ان کی دو کتابیں کافی معروف ہوئیں:

۔ کربلائی خواتین: دینی رسومات میں صنفی تشخص اور عصری تشیع کا علامتی فلسفہ (۷۸)
موازنائی مطالعہ اور ادیان کے تطبیقی مطالعہ
۔شہدائے کربلا: معاصر ایران میں شیعہ رسومات اور علامتیں (۷۹)

محمود مصطفیٰ ایوب (۸۰) (اسلامیات اور کے استاد)

یہ ۱۹۳۸ء میں لبنان میں پیدا ہوئے اور ۱۹۶۴ء میں بیروت کی امریکن یونیورسٹی سے فلسفہ میں بچلر کیا۔ ۱۹۶۶ء میں پنسلوانیا یونیورسٹی سے ادیان کے شعبہ میں ماسٹرس کیا اور ۱۹۷۵ء میں ہارورڈ یونیورسٹی سے تاریخ ادیان میں ڈاکٹریٹ کی ڈگری حاصل کی۔

انہوں نے پروفیسر آنہ مری شیمیل (۸۱) کی زیر نگرانی ''اسلام کا نجات بخش درد: شیعہ اثنا عشری کے مابین عاشورہ کے عبادی پہلوؤں کا ایک مطالعہ'' کے عنوان سے اپنی ڈاکٹریٹ کا تحقیقی مقالہ مکمل کیا۔ (۸۲)
انہیں مسلمان دانشوروں اور شیعیت کے شعبہ میں شاید سب سے زیادہ کام کرنے والی شخصیت قرار دیا جا سکتا ہے۔ان کی پندرہ سے زیادہ کتابیں اور مجلات اسی طرح انسائیکلوپیڈیا میں چھ علمی مقالات کو اس محقق کی علمی کاوشوں میں شمار کیا جا سکتا ہے۔

ڈاکٹریت کے تحقیقی مقالے کے علاوہ واقعہ عاشورا کے بارے میں ان کے متعدد مقالات ہیں:
۔شیعہ آداب ورسوم اور مرثیہ سرائی (۸۳)۔
۔اہلسنت کی کتابوں میں امام حسینؑ کے فضائل (۸۴)۔
۔شہادت اسلام اور عیسائیت کی نظر میں (۸۵)۔
۔دینی انسائیکلوپیڈیا میں عاشورہ کی اہمیت (۸۶)۔
۔ایرانیکا انسائیکلوپیڈیا میں عاشورہ کی عظمت (۸۷)۔
۔ تعلیمات، افکار اور روحانیت کے لحاظ سے شیعی مجموعہ مقالات میں عاشورہ کی عزاداری۔ (۸۸)

مغربی ممالک میں عاشورہ کے موضوع پر لکھے جانے والے تحقیقی مقالے (تھیسز)

ایسے علمی مراکز اور یونیورسٹیاں کہ جن میں اسلامیات اور مطالعات مشرق وسطیٰ (Medalist-studies) کا شعبہ پایا جاتا ہے، ان میں ہر سال مختلف تعلیمی سطح کے طلاب کسی ایک خاص موضوع پر تحقیقی مقالات اور پروجیکٹس پیش کرتے ہیں، ایران میں اسلامی انقلاب اور دنیا میں دوسری شیعہ تحریکوں کے وجود میں آنے کے بعد مغرب کے مختلف مراکز اور یونیورسٹیوں میں ایران اور شیعیت (۸۹) سے متعلق انگریزی زبان میں پانچ سو سے زائد تحقیقی مقالے لکھے جاچکے ہیں۔ یہاں عاشورہ اور امام حسینؑ سے متعلق لکھے جانے والے چند تحقیقی مقالوں کو نمونہ کے طور پر پیش کیا جارہا ہے:

۱۹۵۱ء: امام حسینؑ منجی تشیع: مجالس محرم اور عزاداری پر ایک تجزیہ (۹۰)

۱۹۷۳ء: مذہبی علامات اور معاشرتی تبدیلی: امام حسینؑ کی تعزیہ داری (۹۱)

۱۹۷۵ء: اسلام کا نجات بخش درد: شیعہ اثنا عشری میں عاشورہ کے عبادی پہلوؤں کا ایک مطالعہ (۹۲)

۱۹۷۷ء: کربلا کی مرکزیت: لکھنؤ کے مراسم عزاء پر ایک تحقیق (۹۳)

۱۹۹۹ء: حسینؑ اور زینبؑ: معاصر ایران میں سیاسی و معاشرتی تحریکوں کے آئیڈیل (۹۴)

زیارت: ایران کے مذہبی شعائر (روضے و حرم)؛ صنفیت، طبقات اور مقامات مقدسہ (۹۵)

۲۰۰۱ء: صدر اسلام کی تاریخ میں واقعہ کربلا کی نگارش کا ایک مبسوط تجزیہ (۹۶)

۲۰۰۲ء: شیعوں میں قانون شہادت (۹۷)

۲۰۰۴ء: جشن و عزاء کے درمیان: محرم کے رسومات اور معاصر ایران میں صفوی دور میں شیعیت کا عوامی سطح پر ظہور (۹۸)

۲۰۰۶ء: کربلا کی جاودانی: جنوبی ایشیاء میں شہادت کا اثر (۹۹)

عاشورہ اور مطالعات اسلامی کانفرنسیں

کانفرنسوں کا انعقاد، مجلات کی نشر و اشاعت، انسائیکلوپیڈیا کی تدوین اور اس سے مخصوص انجمنوں کا قیام، مستشرقین کی سرگرمیوں کے منظم ہونے کا پتہ دیتے ہیں (۱۰۰)۔

بالکل یہی بات ان کے شیعیت کے مطالعہ کے سلسلہ میں بھی صادق ہے اور اس میں کوئی شک نہیں کہ اس طرح کی سرگرمیاں، انسانوں کے ذہن میں ان کے نظم و ضبط کو اجاگر کرتی ہیں۔

۶ اپریل ۲۰۰۲ء میں برطانیہ کی برسٹول یونیورسٹی میں انجمن مطالعات مشرق وسطیٰ کے زیر اہتمام ایک تحقیقاتی ورکشاپ اور شیعیت سے متعلق ایک سمینار کا انعقاد عمل میں آیا اور اس میں عاشورہ کے بارے میں دو مقالے پیش کئے گئے:

۔(ولفرڈ ماڈلانگ نے آکسفورڈ یونیورسٹی سے کہ): "علی اکبر ابن الحسین کون تھے"؟۔

۔(اعظم تراب نے کیمبرج یونیورسٹی سے) "محرم اور شادی"

مغرب میں کربلا کے حوالے سے ایک اہم نکتہ یہ ہے کہ ۲۰۰۲ء میں امریکہ کے شہر نیو یارک میں ایک مجلس عزاء منعقد کی گئی، لوگوں کے استقبال کو مد نظر رکھتے ہوئے دو الگ الگ جگہوں پر اس کا انعقاد کیا گیا پہلے اسے ایشیاء سے متعلق ریسرچ کرنے والے ایک تاریخی سمپوزیم میں منعقد کیا گیا اور پھر دوسری بار شہر کے ایک معروف تھئیٹر میں (۱۰۱)۔

۲۰۰۶ء میں ۶ اور ۷ جولائی کو شیعہ آرٹ اور فن کے بارے میں برطانیہ کی آکسفورڈ یونیورسٹی میں اور شعبہ استشراق و مشرق وسطیٰ کے ذریعہ ایک سمینار منعقد کیا گیا جس کا عنوان تھا "ایرانی شیعیت کا مادی آرٹ اور کلچر" (۱۰۲)۔اس سمینار میں دو پروگرام عاشورہ سے متعلق تھے؛پہلا پروگرام ایک دستاویزی فلم یعنی ڈاکیومنٹری تھی: "امام حسینؑ کے پیغام کی پرچمدار خواتین جنھوں نے کربلا کو جاوداں بنادیا" یہ ڈاکیومنٹری ۲۰۰۳ء میں بنائی گئی اور ۳۵ منٹ پر مشتمل تھی (۱۰۳)۔دوسرا پروگرام یورگن وسیم فرمین کی تقریر تھی جو میونخ ایتھنوگرافک میوزیم (۱۰۴) سے تشریف لائے تھے۔انہوں نے امام حسینؑ کے گھوڑے سے متعلق گفتگو کی اور پاکستان اور شمالی ہندوستان کے شیعوں کی مذہبی پیکرسازی سے متعلق کچھ نوٹس پیش کئے (۱۰۵)۔

متفرقہ تحقیقات

عاشورہ کے بارے میں مستشرقین کی تحقیقات کے علاوہ کچھ منفرد تحریریں بھی ہمیں نظر آتی ہیں جو کافی اہم ہیں۔یہاں ہم اس طرح کی کچھ کتابوں اور مقالوں کی طرف بطور نمونہ اشارہ کر رہے ہیں:

الف) کتابیں

۔کربلا؛شمالی امریکہ کے شیعوں کی نظر میں ایک مقدس سرزمین (۱۰۶)

۔معاصر اسلام کی دینی رسومات: جنوبی ایشیاء کے شیعوں کے آداب و رسوم (۱۰۷)۔

۔اہل سنت مسلمانوں کے درمیان عاشورہ کے آداب و رسومات (۱۰۸)۔

۔تعزیہ: ایران میں مذہبی رسومات اور ڈرامہ (۱۰۹)۔(یہ کتاب ایرانی اور مغربی دانشوروں کے مقالات کا مجموعہ ہے) (۱۱۰)۔اس مجموعہ میں "جنوبی لبنان میں شیعیت اور عاشورہ" (۱۱۱) اور "فلسفہ تعزیہ" (۱۱۲) بھی شامل ہے۔

۔تعزیہ: ایران میں ایک عام رسومات اور تصورات (۱۱۳)

اسلامی خراج تحسین (۱۱۴)

۔ایرانی ادب میں تعزیہ اور مذہبی نمائشیں (۱۱۵)

۔ حسین ابن علیؑ کے بارے میں ادبی آثار پر کچھ نوٹس (۱۱۶)
۔ جشن و عزاء کے درمیان؛ صفوی دور میں محرم کے رسومات (۱۱۷)

ب) مقالات

۔ زنجیر زنی اور سینہ زنی: محرم اور شیعہ علماء (۱۱۸)؛
۔ انیسویں صدی کے اواخر اور بیسویں صدی کے آغاز میں استنبول میں عزاداری (۱۱۹)؛
۔ محرم کے رسومات اور ڈپلومیسی (۱۲۰)؛
۔ ایران میں محرم: اسرار اور رسومات پر کچھ نوٹس (۱۲۱)؛
۔ مرثیہ امام حسینؑ: عربی اور فارسی زبان میں (۱۲۲)؛
۔ اتحاد اور افتراق: ایران میں حسینؑ بن علیؑ کی ذات ایک سمبل (۱۲۳)؛
۔ حسینؑ کی دو تصویریں: سمجھوتہ اور انقلاب (ایک ایرانی دیہات کا واقعہ) (۱۲۴)
۔ تعلیمات، افکار اور روحانیت کے عنوان سے شیعی مجموعہ مقالات (۱۲۵) کے کچھ مقالے: جیسے محمود ایوب کا مقالہ عاشورہ اور عزاداری، اڈوارڈ براون کا مقالہ روضہ خوانی، پیٹر چلکواسی کا تعزیہ اور ڈرائٹ ڈونلڈ سن کا زیارت نامہ اسی طرح انسائیکلو پیڈیا معاصر عالم اسلام۔ اس انسائیکلو پیڈیا میں کئی مقالے عاشورہ سے متعلق ہیں جیسے ورنن جیمز شوبل کا مقالہ "محرم"، عبدالعزیز ساجدین کا "کربلا" اور پیٹر چلکواسی کا "عاشورہ" اور محمود ایوب کا "امام حسینؑ"۔ (۱۲۶) ان مقالات میں اور عاشورہ کا جدید زاویوں سے تجزیہ کیا گیا ہے۔

مغربی دنیا میں عاشورہ سے متعلق انجام دی جانے والی تحقیقات پر یہ ایک مختصر رپورٹ تھی۔ ان تحقیقات پر ایک اجمالی نگاہ ڈالنے سے واضح ہوتا ہے کہ مغربی محققین نے اپنی تحقیقات میں زیادہ تر شیعہ مسلمانوں کی عزاداری اور اس کے آداب و رسومات کو موضوع تحقیق بنایا ہے لیکن ان تحقیقات میں اس واقعہ کے فلسفہ، اسباب اور عوامل کا جائزہ بہت کم لیا گیا ہے۔

یہاں ایک اور نکتے کی طرف توجہ کی ضرورت ہے کہ توصیفی تحریروں اور علمی تحقیقات میں فرق پایا جاتا ہے۔ مغرب میں اسلام اور شیعیت کے بارے میں جو توصیفی تحریریں منظر عام پر آئی ہیں ان کی تعداد علمی تحقیقات کے مقابلے میں کئی گنا ہے اور افسوس کی بات یہ ہے کہ اسلام اور شیعیت کے بارے میں اہل مغرب کی رائے عامہ کا معیار یہی مغربی میڈیا ہے (۱۲۷)۔ لہٰذا میڈیا میں نشر ہونے والے عام مقالات اور علمی مقالات میں فرق کا قائل نہ ہونا بہت بڑی غلطی ہے، کیونکہ میڈیا کے ذریعہ حاصل ہونے والی بالعموم اسلام اور بالخصوص شیعیت سے واقفیت کے پیچھے ہمیشہ مغربی ذہنیت کے غلط تصورات شامل رہے ہیں اور وہ اکثر اسلام کو عالم انسانیت کے لئے ایک مصیبت اور معاشرتی زخم کے طور پر دیکھتے ہیں (۱۲۸)۔ شیعہ مذہب کے بارے میں مغربی میڈیا بالخصوص

امریکی میڈیا ہمیشہ منفی چہرہ پیش کرتا رہا ہے(۱۲۹)۔چنانچہ آپ دنیا کی اہم نیوز ایجنسیوں کی سائٹوں میں لفظ محرم تلاش کریں توان تصویریں کا سیلاب امڈ آئے گا جن میں دہشت، قتل، قمہ زنی وغیرہ کے مناظر دکھائے جاتے ہیں۔

ایڈوارڈ سعید جیسے دانشور نے اپنی آخری کتاب ''مغربی دنیا میں اسلام سے متعلق خبریں'' میں مغرب کی شیعیت کے تئیں کج فہمی کو سمجھانے کے لئے وہاں کی کسی میگزین کا حوالہ دیتے ہوئے لکھا: ''جہاں بھی شیعہ ہوں گے وہاں پریشانیاں ہی پریشانیاں ہوں گی'' (۱۳۰) یا CBS چائنل کا حوالہ دیتے ہوئے لکھاکہ اس نے اپنے ایک پروگرام میں محرم کے بارے میں تبصرہ کرتے ہوئے کہاکہ شیعہ مسلمان روز عاشور کو محمد اور عالمی راہنماؤں کے درمیان جھگڑے کا دن'' مانتے ہیں۔پھر اس چائنل نے شیعوں کی عزداری کو ایک ایسے اجتماع کے طور پر پیش کیا کہ جس میں شیعہ خود کو مارتے پیٹتے اور اذیتیں پہنچاتے ہیں(۱۳۱)۔

ایسے میں یہ توقع نہیں رکھنا چاہیے کہ مغرب کے علمی مراکز میں کچھ شخصیات کے ذریعہ چند علمی مقالات یاکتابوں سے کچھ ہونے والا ہے۔جبکہ دوسری طرف گمراہ کن اخبارات اور مقالات کا ایک طوفان ہے۔اس کے علاوہ علمی آثار کو بھی مکمل تائید کی نگاہ سے نہیں دیکھنا چاہیے، کیونکہ مغربی شیعہ شناس افراد کے یہاں جو نقائص، کمیاں اور محدودیتیں پائی جاتی ہیں ان کی طرف بھی توجہ ضروری ہے۔

ایک اور نکتہ جو ان مغربی شیعہ شناس دانشوروں کی کتابوں اور مقالات کے مطالعے کے بعد سمجھ میں آتا ہے وہ یہ ہے کہ ان افراد کی تحقیقات اور مطالعے کا نتیجہ حقائق سے بالکل مختلف ہے۔یہی وجہ ہے کہ اس کی وجہ سے شیعوں کو کئی دفعہ تکلیف اور دل آزاری بھی ہوئی ہے اور مختلف رنجشوں کا سامنا کرنا پڑا ہے جس کے نتیجہ میں وہ مستشرقین کو بدبینانہ نگاہ سے دیکھنے لگے ہیں، لیکن انصاف کی بات جائے تو بہت سی چیزوں میں ان کی کاوشوں کا طریقہ علمی اور تحقیقی ہے،اور جو چیزیں ہمیں کسی بھی مغربی شیعہ شناس کی کتاب یا مقالہ پڑھ کر حیرت میں ڈالتی ہیں وہ یہ ہیں کہ وہ ایک بڑی تعداد میں مصادر اور مآخذ سے استفادہ کرتے ہیں ،اور کبھی ان میں ایسے مآخذ بھی پائے جاتے ہیں جنہیں ایران جیسے ملک میں ایک شیعہ محقق کی دسترس میں ہونا کسی خواب شیریں سے کم نہیں۔

ایک اور نکتہ بھی ان تحقیقات کے مطالعہ کے نتیجے میں بیان کیا جاسکتا ہے کہ ان کے یہاں ہر موضوع کے ایک ایک جزء پر بحث ہوتی ہے،اور اس کا مطالعہ کرتے وقت احساس ہوتا ہے کہ کسی انسائیکلوپیڈیا کا کوئی مقالہ پڑھ رہے ہیں اور یہ طریقہ ان تحقیقات کے بالکل برعکس ہے جن میں صرف کلیات بیان ہوتی ہیں، قطعی نتائج پیش کر دئے جاتے ہیں اور بقدر کافی مآخذ سے استفادہ نہیں کیا جاتا۔

اور اس مطلب کو بھی بیان کر دینا ضروری ہے کہ بظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ مغربی شیعہ شناسوں کی اکثر تحقیق علمی اسلوب و موازین کے ہمراہ ہوتی ہے لیکن کبھی شیعوں کے سیاسی اور معاشرتی حادثوں اور حالات کو نظرانداز

کئے جانے اور کبھی شیعوں کے بعض اہم بنیادی عقائد جیسے تقیہ وغیرہ نیز بعض شیعہ ادوار کے تقاضوں سے بے توجہی کی وجہ سے ان کی تحقیقات اور نتیجہ گیری میں غلطیاں بھی ہوئی ہیں جن کی وجہ سے اہل تحقیق انحراف کا شکار ہوئے ہیں (۱۳۲)۔

ملحقات وحوالہ جات

*ایم۔اے، شیعہ تاریخ

۱. بطور نمونہ رجوع کیجئے: المصطفی، شیبی، الصلۃ بین التصوف والتشیع (بیروت، دارالاندلس، ۱۹۸۲ء)، ج۱، ص ۲۳ و احمد، وائلی، هوية التشيع (بیروت، دارالصفوه، ۱۹۹۴ء)، ص۲۵ و ۲۶ و احمد محمود صبحی، نظرية الامامة لدى الشيعة الاثنى عشرية (بیروت: دارالنہضۃ العربیۃ، ۱۴۱۱ق). ص۴۷ -۴۹. اس کتاب میں اشٹر ومن اور ویل ڈیورنٹ کو مذکورہ نظریات کا حامل بتایا گیا ہے۔

۲. Shi'ite Studies

۳. محسن الویری، مطالعات اسلامی در غرب (تہران، انتشارات سمت، ۱۳۸۱)، ص ۲۲؛ نیز رجوع کیجئے: عباس احمد وند، گزارشی کوتاہ از چاپ و نشر قرآن کریم در غرب، آینہ پژوہش، مرداد و شہریور ۱۳۸۰، ش ۶۹،

۴. مقدمہ.

۵. مرتضی اسعدی، مطالعات اسلامی در غرب انگلیسی زبان (تہران، انتشارات سمت، ۱۳۸۱)، ص ۲۵؛ الویری، ایضا، ص ۲۳۔

۶. گزشتہ حوالہ، ص۳۸؛ عباس احمد وند، گزشتہ، مقدمہ.

۷. اسعدی، گزشتہ حوالہ، ص۱۔

۸. اس بحث سے مزید آشنائی کے لئے رجوع کیجئے: غلام احیاء حسینی، شیعہ پژوہی و شیعہ پژوہان انگلیسی زبان (قم، انتشارات مؤسسۂ شیعہ شناسی، ۱۳۸۷).

۹. peter the venerable

۱۰. cluniaccorpus.

۱۱. رجوع کیجئے: ریچارد سی مارتین، «پیشینہ مطالعات اسلامی در غرب»، ترجمہ سید حسن اسلامی، آینہ پژوہش، ش ۵۴، بہمن ۱۳۷۷، ص ۲۵.

۱۲. ارزینہ لالانی، نخستین اندیشہ ہای شیعی تعالیم امام باقر (علیہ السلام)، ترجمہ فریدون بدرہ ای (تہران، نشر فروزان روز، ۱۳۸۱) ص۷.

۱۳. گزشتہ حوالہ، ص۸.

۱۴. رجوع کیجئے: محسن الویری، «نقد نظریہ ای در پیدایش شیعہ اثنی عشری»، فصلنامہ پژوہشی دانشگاہ امام صادق، ش ۲.

۱۵. عبدالجواد فلاطوری، «تحقیق عقاید و علوم شیعی»، یادنامہ علامہ امینی، بہ اہتمام سید جعفر شہیدی و محمد رضا حکیمی (تہران، شرکت سہامی انتشار، ۱۳۵۲) ص ۴۳۷.

۱۶. Yule, Henry (Ed.), The Travels ofMarco Polo, Dover Publications, (New York, 1983).

۱۷. رجوع کیجئے: علی اصغر حکمت، اسلام از نظرگاہ دانشمندان غرب (تہران، انتشارات امیر کبیر، ۱۳۵۷) ص ۱۹۹-۲۰۱.

۱۸. Rodolph Strouthmann

۱۹. روڈولف اسٹرومن ایک جرمنی دانشور ہے جو زیدیہ اور اسماعیلیہ فرقوں کے بارے میں تحقیقات کی وجہ سے مشہور ہوئے اور ان کے قلمی آثار میں رسائل واشعار زید بن علی، شیعہ وزیدیہ اہم ہیں. امامیہ فرقے کے سلسلے میں ان کی اہم کاوش بارہ امام ہے جس میں انہوں نے شیعوں کے افکار و نظریات کو پیش کیا ہے۔انہوں نے شیعہ عقائد کے بارے میں متعدد مقالات بھی لکھے ہیں جو اسلامی انسائیکلوپیڈیا کے پہلے ایڈیشن میں طبع ہوئے ہیں۔ (رجوع کیجئے: محسن الویری، گزشتہ، ص۱۳۸).

۲۰. Louis Massignon

۲۱. ۲۵جولائی ۱۸۳۳ء کو پیرس کے مضافات میں پیدا ہوئے ۱۹۰۰ء میں ادب اور فلسفہ میں ڈپلوما کیا پھر ۱۹۰۱ء میں ریاضی میں ڈپلوما حاصل کیا اور اس کے ایک سال بعد لٹریچر میں بچلر کی ڈگری مکمل کی۔ ۱۹۰۴ء میں سوربن سے اعلیٰ تحقیقات پر ڈپلوما کیا اور ۱۹۰۶ء میں مشرقی زبانوں کے قومی اسکول سے عربی زبان کی سند پائی۔ اور اسی سال استشراق کے شعبہ میں مراکش کے بارے میں ۳۰۵ صفحات پر مشتمل اپنی پہلی تحقیق پیش کی۔ ۱۹۰۷ء اور ۱۹۰۸ء میں عراق کے سفر میں شیعیت سے آشنا ہوئے اور پھر اپنی پوری زندگی تصوف بالخصوص حلاج کے بارے میں تحقیق و جستجو کے ساتھ تشیع کے بارے میں بھی تحقیقات انجام دیں من جملہ: انسائیکلوپیڈیا اسلام میں ''نصیریت''، ''نصیریت سے متعلق مآخذ''، ''قرامطہ سے متعلق مآخذ''، ''خاندان بنی فرات کے اصول تشیع''، ''حضرت فاطمہ زہرا اور شیعوں کے یہاں ان کا مقام''، ''مدینہ میں مباہلہ'' اور ''سلمان پاک اور ایران میں اسلام کی روحانیت کی شعائیں'' وغیرہ (ان سے مزید آشنائی کے لئے رجوع کیجئے: عبدالرحمان بدوی، فرہنگ کامل خاور شناسان، ترجمہ: شکراللہ خاکرند، دفتر تبلیغات اسلامی قم).

۲۲. Henry Corbin

۲۳. ارزینہ لالانی، گزشتہ، ص۷

۲۴. D.M.Donaldson

۲۵. زنجان یونیورسٹی میں موجود معلومات کے مطابق ڈونلڈ سن کی کتاب شیعہ مذہب جس کا ترجمہ عباس احمد وند نے کیا ہے پژوہشگاہ فرھنگ واندیشہ کی جانب سے زیر طبع ہے۔http://www.znu.ir

۲۶. اس قابل توجہ اعلانیہ میں آیا ہے: ہم تک اسلام کی قدیم تصویر پہنچی ہے جو خرافات اور تہمتوں کی وجہ سے کافی بدل گئی ہے۔اور یہ تصویر عیسائیوں نے ہی اسلام کے لئے بنائی ہے، جسے دور پھینک دینا چاہیے اور مغربی دنیا کو عیسائیت کی تعلیمات اور تربیت کے نتیجہ میں اسلام کے تئیں ہونے والی بے انصافیوں کا اعتراف کرنا چاہیے۔ (عباس احمد وند، گذری بر مطالعات شیعی در غرب، مقدمہ، ص۵).

۲۷. ارزینہ لالانی، گزشتہ، ص۸.

۲۸. زابینہ شمیتکہ، اندیشہ ہای کلامی علامہ حلی، (مشہد، آستان قدس، ۱۳۷۸)، ص۱۵.

۲۹. رجوع کیجئے: مرکز اسناد انقلاب اسلامی، انقلاب اسلامی در پایان نامہ ہای دانشگاہی جہان (تہران، مرکز اسناد انقلاب اسلامی، ۱۳۷۸).

30.The Oxford Encyclopedia of the ModernIslamic world, Vol 2, PP. 150-151.

31.Tabari, Muhammad ibn Jarir, The history of al-Tabari: vol.19, The Caliphate of Yazid bn Muawiyah, L.K.A. Howard, Albany, Newyork, 1990.

۳۲. رجوع کیجئے: دوایت، م. دونالدسن «کربلا مہمترین زیارتگاہ شیعی»، ترجمہ عباس احمد وند، فصلنامہ تاریخ اسلام، ش۱۹.

۳۳. بعض مستشرقین کو متعارف کروانے میں اس مقالے سے استفادہ کیا ہے۔ عبدالحسین حاجی ابوالحسنی، محمد نوری، «نگاہی بہ عاشورا پژوہی در غرب»، مجلّہ کتاب ما (کلیات)، ش ۶۳ و ۶۴.

۳۴. ان کی زندگی اور آثار سے آشنائی کے لئے رجوع کیجئے: ابوالقاسم سحاب، فرہنگ خاور شناسان، (تہران: انتشارات سحاب،) ص ۳۳۳.

35. "Der Tod des Husein ben Ali und dieRache" ,AGGW, 1883, SIV-VI.

۳۶. فؤاد سزگین، تاریخ التراث العربی: التدوین التاریخی، تعریب محمود فہمی حجازی، (ریاض، ۱۴۰۳) ص۱۲۸.

۳۷. اس کتاب کا اصلی عنوان Islam in Murgen und Abemdian ہے اور اس کی آخری اشاعت ۱۹۸۵ء میں برلن میں ہوئی ہے۔ امام حسینؑ کا واقعہ اس کی پہلی جلد میں بیان کیا گیا ہے۔

38.Julius Wellhausen.

39.Gottengen

40.Die Religios— Politischen Opoositions Partein Im AltenIslam, In Abhhand lungen Der Kgl, Berlin, .۱۹۰۱

۴۱. اس کتاب کو محمود افتخار زادہ نے تاریخ سیاسی صدر اسلام: شیعہ و خوارج کے عنوان سے (تہران، دفتر نشر معارف اسلامی، ۱۳۷۵) ترجمہ اور نشر کیا ہے.

42. Das Araabish Reich und sein stars ,Berlin,.۱۹۰۲

۴۳. ولہاوزن کی زندگی اور ان کے نظریات پر تنقید کے لئے رجوع کیجئے: نجیب العقیقی، المستشر قون، (قاہرہ، دارالمعارف، بی تا)، ص ۴۲۴-۴۲۵ نیز تاریخ سیاسی صدر اسلام پر محمود افتخار زادہ کا مقدمہ.

44. Henry Lammens.

45. Fatima et lesfilles De Mahomet. (Scripta Pontificil Instituti Biblici.(

۴۶. رجوع کیجئے: انسائیکلوپیڈیا اسلام کے عربی ترجمہ کا پہلا ایڈیشن: دائرۃالمعارف الاسلامیہ، ج۷، ص ۴۲۹.

47. L.Veccia Vaglieri.

48. Le Califatde Yazid ler.

49. Dwight M.Donaldson.

۵۰. ڈونلڈسن کی کتاب شیعہ مذہب کا ترجمہ اور تنقید، تہران یونیورسٹی کے شعبہ تاریخ میں تاریخ تمدن کے موضوع پر عباس احمد وند کا ڈاکٹریٹ کا تحقیقی مقالہ۔

۵۱. رجوع کیجئے: دوایت ڈونالڈسن، «کربلا ممتریں زیارتگاہ شیعی»، ترجمہ: عباس احمد وند، فصلنامہ تاریخ اسلام، ش۱۹.

52. Alesandro Bausani.

۵۳. مزید آشنائی کے لئے رجوع کیجئے: نصراللہ نیک بین، فرہنگ جامع خاور شناسان مشہور، ج۱، ص ۱۵۲-۱۵۸ و نیز مجلّہ راہنمای کتاب، ش۶، ۱۳۴۲.

54. Persia Religiusa, Milan, 1959.
55. Laura Veccia Vaglieri.
56. "Husayn b. Ali", The Encyclopediaof Islam.
57. Peter J. Chelkowski.
58. Chelkowski, P , Ta`ziyeh: Ritualand Drama in Iran, New York: NYU Press, 1979.
59. Chelkowski, Peter J. "FromKarbala to New York City: Ta'ziyeh on the Move " TDR:The Drama Review- Volume49, Number4 (T188), Winter 2005, pp. 12-14.
60. - Chelkowski, P,Muharram insouth Trinidad, Folia Orientalia, 29, 1992-1993 pp.55-64.

61. "Ashura" byPeter Chelkowski and "Karbala" by Abdulaziz Sacheden and Muharram by VernonJames Schuble and Husayn Ibn Ali by M. Ayoub and "Taziyah" by Chelkowski in theOxford Encyclopedia of Modern Islamic World, ed John L. Esposito, Newyork 1995.
62. David Pinault.
63. Religious Studies Department, Santa Clara University: http://www-relg-studies.scu.edu/index.html.
64. Horse of Karbala: Studies in South Asian Muslim Devotionalism.. Martin's Press, 2000.
65. The Shiites: Ritual and Popular Piety in a Muslim Community. NewYork: St. Martin's Press, 1992.
66. "The Day of the Lion: LamentationRituals and Shia Identity in Ladakh." Ladakh Studies 12 (1999) 21-30.
67. "Shi'ism in South Asia" ,The Muslim World 87 (1997) 235-57.
68. "Shi'a Muslim Men's Associations and the Celebration of Muharram in Hyderabad, India" ,Journal of South Asian and Middle Eastern Studies 16 (1992) 38-62.
69. "Self- Mortification Rituals in the Shi'i and Christian Traditions" ,In TheShiite Heritage: Essays in Classical and Modern Traditions (ed. Lynda Clarke; New York: Global Publications / Binghamton University, 2001) 375-88.
70. "Muslim-Buddhist Relations in a Ritual Context: An Analysis of the MuharramProcession in Leh Township, Ladakh.".
71. "Zaynab bint 'Ali and the Place ofthe Women of the Households of the First Imams in Shiite Devotional Literature" ,In Women in the Medieval Islamic World (ed. Gavin Hambly; New York: St. Martin's Press, 1998) 69-98.
72. "Emotion and Art form in Contemporary Shia Muslim Ritual" ,Paper presented at the Conference on Emotion and Religious Discourse, Santa Clara University, May 1998.
73. "Shia-Sunni Relations: Possibilities of Reconciliation" ,Paper presented at the American Institute of Pakistan Studies, Islamabad, Pakistan, March 2002.
74. "'We Are the Moths of Husain': Chapbook -Poems and the Performance of Muharram Rituals among Three Shia Men's Associations of Hyderabad, India" ,Paper presented at the 23rd AnnualConference on South Asia, University of Wisconsin-Madison, November 1994.
75. "Shiite Lamentation Liturgies of Modern India and ChristianPenitential Guilds of Fourteenth-Century Italy and Germany: A ComparativeAnalysis" ,Paper presented at the International Conference on Shi'i Islam, Philadelphia, PA, September 1993.
76. Kamran Aghaie. Email:kamrana@mail.utexas.edu
77. Center for Middle Eastern studies, University ofTexas.

78. Husayn and Zaynab: Models for Social and Political Movements in Modern Iran, Thesis, 1999.
79. The Women of Karbala: The Gender Dynamics ofRitual Performances and Symbolic Discourses of Modern Shi'i Islam. (Austin: University of Texas Press, Nov. 2005) .
80. The Martyrs of Karbala: Shi'i Symbols and Rituals in Modern Iran. (Seattle: University of Washington Press, October 2004).
81. Dr. Mahmoud Mustafa Ayoub. Email:mayoub@temple.edu

۸۲. پروفیسر کی ایک تحقیق «کربلا اور امام حسین (علیہ السلام) فارسی زبان اور ہندوستان مسلمانوں کے ادب میں» بھی ہے

Annemarie Schimmel, Karbala and the ImamHusayn in Persian and Indo-Muslim literature, -Harvard University-**Al-Serat, VolXII**,1986

83. Annemarie Schimmel, advisor,-Redemptive Suffering in Islam: A Study of the Devotional Aspects of ‘Ashura’ in Twelver Shi’ism,1975
84. "Marathi and the Shi’i Ethos", Alserat 6(1980): 29-22
85. "Excellences of Imam Husayn in Sunni Hadith Tradition," in Imam Husayn in Muslim Tradition .London: Routledge and Keagan Paul, 1986, pp. 70-58
86. "Martyrdom in Christianity and Islam." In Religious Resurgence: Contemporary Cases in Islam ,Christianity, and Judaism, eds. R. T Antoun and Mary E. Hegland, Syracuse, NY :Syracuse University Press, 1987, pp. 77-67
87. "Ashura’." In Encyclopedia ofReligion, ed. M. Eliade
88. "Ashura’." In Encyclopedia Iranica, ed. IhsanYarshatar
89. Shiism: Doctorines, Thought and Spirituality.

۹۰. رجوع کیجئے: انقلاب اسلامی در پایان نامه های دانشگاهی جهان.

91. Stanley Brush, Husain, the Shiite Savior: an Analysis of the Muharram Commemoration , Thesis, 1951.
92. Thaiss, Gustav, Religious Symbolism and Social Change: The Drama of Husain ,Dissertation, Washington University, 1973
93. Redemptive Suffering in Islam :A Study of the Devotional Aspects of ‘Ashura’ in Twelver Shi’ism, 1975
94. Karbala in Context: a Study of Muharram in Lucknow India, Keith Guy Hjortshoj ,Thesis, 1977
95. Aghaie,K, Husayn and Zaynab: Models for Social and Political Movements in Modern Iran, Thesis, 1999.
96. Andrea Giacomuzzi ,Ziyarat: Gender, Class, Marginalization and Religious Rituals in Shii Iran ,Thesis, 1999

97. Ali Hussain, A Developmental Analysis of Depiction of the Events in Karbala in Early Islamic History, Thesis, 2001.

98. Denis Nassif ,The Cult of Martyrdom in Shiite Islam, Thesis, 2002

99. Rahimi,,Babak ,Between Carnival and Mourning: Muharram Rituals and the Emergence of the EarlyModern Iranian Public Sphere in the Safavi Period, Florence, European University Institute, 2004

100. Syed Akbar Hyder, Reliving Karbala: Martyrdom in SouthAsian Memory, Oxford University Press, 2006

۱۰۱. رجوع کیجئے: اسعدی، گزشتہ، ص۱۶۰ کے بعد سے۔

102. Chelkowski, Peter J. "From Karbalato New York City: Ta'ziyeh on the Move " TDR:The Drama Review- Volume49, Number4)T188), Winter 2005, pp. 14-12

103. The Art and Material Culture of Iranian Shiism.

104. Standard bearers of Hussein, Women commemorating Karbala.

105. Dr. Juergen Wasim Frembgen (Museum of Ethnology , Munich).

106. The Horse of Imam Husain. Notes on the Iconography of ShiiteDevotional Posters from Pakistan and North India.

107. Vernon Schuble ,Berkeley, Karbala as Sacred Space among North American Shiite, University of California Press, 1995.

108. Schuble, V, Religious Performance in Contemporary Islam: Shi'i devotional Ritual in South Asia.

109. Fier, Louis ,The Celebration of Ashura in Sunni Islam, Columbia,S,C, 1993

110. Chelkowski, P , Ta`ziyeh: Ritual and Drama in Iran, New York: NYU Press ,1979.

۱۱۱. اس کتاب کو داود حاتمی نے فارسی میں ترجم کیااور تعزیہ ہنر بومی پیشرو ایران کے نام سے نشر کیا: (تہران، انتشارات علمی وفرہنگی، ۱۳۶۷۔

112. Mazzaoui, Michel M. Shi'ism and Ashura in south Lebanon, pp 37-228, in Ta`ziyeh: Ritual and Drama in Iran, NewYork: NYU Press, 1979

113. Baktash, Mayel, Ta'ziyeh and its Philosophy, pp 12-95 ,in, Ta`ziyeh: Ritual and Drama in Iran, New York: NYU Press, 1979.

114. Peterson, Samuel, Ta`ziyeh: Ritual and Popular Beliefs in Iran, Ed ,Milla Cozart Riggo, Hartford, Conn, Trinty College,1988

115. G,E, VonGrunebaurn, Muhammadan Festivals, London, 1958

116. Ettore Rossi and Alessio Bombaci, Elenco di drama Religiosi Persiani, , Vatican, 1961.

117. Kanazi, George, Some Notes on the Literary Output of Hussein ibn 'Ali .Zeitschrift der Morgenlandischen Gesellschaft, 2000.

118.Between Carnivaland Mourning: Muharram Rituals and the Emergence of the Early Modern Iranian Public Sphere in the Safavi Period, Babak Rahimi, Florence, European UniversityInstitute, 2004.

119.Werner Inde, The Flagellation: Muharram and The Shiite Ulema, Der Islam, 755, No۱, March 1978.

120.Glassen,E. Muharram-ceremonies) Azadari) in Istanbul at the end of the XIXth and the beginning of the XXthcentury, Paris: Institut Francais de Recherches en Iran & Institut Francaisd'Etudes Anatoliennes, 1993, (Bibliotheque Iranienne, 42; Varia Turcica, 24 (pp.113-129.

121.Calmard, J. Muharram ceremonies and diplomacy (apreliminary study), Qajar Iran: political, social and cultural change 1925-1800 .Ed. E.Bosworth & C.Hillenbrand, Edinburgh: Edinburgh University Press,1983, pp.228-213.

122.Bogdanov, L. Muharram in Persia. (Some notes on itsmysteries and ceremonies), Visva-Bharati Quarterly ۱(4-1923 (pp.127-118

123.Clarke, L, Elegy (Marthiya) on Husayn: Arabic and Persian ,University of Toronto. Al-Serat, Vol XII 1986.

124.Thaiss, Gustav, Unityand Discord: The symbol of Husayn in Iran, In Iranian Civilization and culture :Essays in Honor of the 2500th Anniversary of the founding of the Persian Empire ,edited by Charles J. Adams, 20-111. Montreal: McGill University,1973.

125.Hegland, Mary, Elaine, Two Images of Husain: Accommodation and Revolution in anIranian Village, In Religion and politics in Iran Edited by Nikki R.Keddie ,218-35 .NewHaven,conn:Yale University Press,1983.

126.Shiism: Doctorines ,Thought and Spirituality. NYU Press,1988.

127.Ashura by Peter Chelkowski and Karbala by Abdulaziz Sacheden and Muharram by Vernon James Schuble andHusayn Ibn Ali by M. Ayoub and Taziyah by Chelkowski in the Oxford Encyclopediaof Modern Islamic World, ed John L. Esposito, Newyork 1995.

۱۲۸. قمہ زنی کی تصویروں کو بہانہ بنا کر شیعیت کے خلاف پروپیگنڈے کے حوالے سے اس اسرائیلی سائٹ کی طرف رجوع کریں: www.israeluniverse.com/headlines-mar04.html

۱۲۹. ادوارد سعید، پوشش خبری اسلام در غرب، ترجمہ عبدالرحیم گواہی، (تہران، دفتر نشر فرہنگ اسلامی، ۱۳۷۸)، ص۵.

۱۳۰. گزشتہ حوالہ، ص۲۶

۱۳۱. گزشتہ حوالہ، ص۶۹

۱۳۲. گزشتہ حوالہ، ص ۱۷۱
۱۳۳. بطور نمونہ رجوع کیجئے: محسن الویری، نقد نظریہ ای در پیدایش شیعہ اثنی عشری، و قاسم جوادی، نقد کتاب دورہ شکل گیری فقہ شیعہ: گفتمان حدیث بین قم و بغداد از دکتر نیومن (غیر مطبوعہ).

مآخذ و مصادر

الف) فارسی ماخذ

کتابیں

-الویری، محسن، مطالعات اسلامی در غرب، تہران، انتشارات سمت، ۱۳۸۱.
-اسعدی، مرتضی، مطالعات اسلامی در غرب انگلیسی زبان، تہران، انتشارات سمت، ۱۳۸۱.
-بدوی، عبدالرحمان، فرہنگ کامل خاور شناسان، قم، دفتر تبلیغات اسلامی.
-حسینی، غلام احیا، شیعہ پژوہی و شیعہ پژوہان انگلیسی زبان، قم، انتشارات مؤسسۂ شیعہ شناسی، ۱۳۸۷.
-سعید، ادوارد، پوشش خبری اسلام در غرب، ترجمہ عبدالرحیم گواہی، تہران، دفتر نشر فرہنگ اسلامی، ۱۳۷۸.
-سحاب، ابوالقاسم، فرہنگ خاور شناسان، شرح حال و خدمات دانشمندان ایران شناس و مستشرقین، تہران، انتشارات سحاب، ۱۳۵۶.
-شمیتکہ، زابینہ، اندیشہ ہای کلامی علّامہ حلی، مشہد، آستان قدس، ۱۳۷۸.
-الشیبی، کامل مصطفیٰ، الصلۃ بین التصوف والتشیع، بیروت، دارالاندلس، ۱۹۸۲ء.
-العقیقی، نجیب، المستشرقون، قاہرہ، دارالمعارف، ۱۹۸۱ء، جلد ۳.
-فلاطوری، عبدالجواد، «تحقیق عقاید و علوم شیعی»، یادنامہ علامہ امینی، بہ اہتمام سید جعفر شہیدی و محمد رضا حکیمی، ص ۷۴۳، تہران، شرکت سہامی انتشار، ۱۳۵۲.
-فؤاد سزگین، تاریخ التراث العربی، فی التدوین التاریخی، تعریب محمود فہمی حجازی، ریاض، (بی نا)، ۱۴۰۳ھ.
-لالانی، ارزینہ، نخستین اندیشہ ہای شیعی: تعالیم امام باقر (علیہ السلام)، تہران، نشر فروزان روز، ۱۳۸۱.
-ماڈلونگ، ویلفرڈ، جانشینی حضرت محمدؐ، ترجمہ احمد نمایی و دیگران، مشہد، بنیاد پژوہش ہای اسلامی، ۱۳۷۷.
-وائلی، احمد، ہویۃ التشیع، بیروت، دار الصفوہ، ۱۹۹۴ء.
- ـــــــ، تعزیہ ہنر بومی پیشرو ایران، ترجمہ داود حاتمی، تہران، انتشارات علمی و فرہنگی، ۱۳۶۷.
-ولہاوزن، یولیوس، تاریخ سیاسی صدر اسلام، شیعہ و خوارج، تہران، دفتر نشر معارف اسلامی، ۱۳۷۵.
- ـــــــ، اسلام از نظرگاہ اندیشمندان غرب، ترجمہ و حواشی علی اصغر حکمت، تہران، انتشارات امیر کبیر، ۱۳۵۷.
- ـــــــ، فرہنگ خاور شناسان، تألیف گروہ مؤلفان و مترجمان، تہران، پژوہشگاہ علوم انسانی و مطالعات فرہنگی، ۱۳۷۶.
-مرکز اسناد انقلاب اسلامی، انقلاب اسلامی در پایان نامہ ہای دانشگاہی جہان، مرکز اسناد انقلاب اسلامی، ۱۳۷۸.

مقالات:
- احمدوند، عباس، «گذری بر مطالعات شیعی در غرب»، مجلّه مقالات و بررسی‌ها، دفتر ۶۳، انتشارات دانشکده الهیات دانشگاه تهران، ۱۳۷۷.
- احمدوند، «گزارشی کوتاه از چاپ و نشر قرآن کریم در غرب»، آینه پژوهش، مرداد و شهریور ۱۳۸۰، شماره ۶۹.
- الویری، محسن، «نقد نظریه ای در پیدایش شیعه اثنی عشری»، فصلنامه پژوهشی دانشگاه امام صادق (علیه السلام)، ش ۲.
- الویری، محسن، «ایران شناسی: تعامل و تفاوت رویکردها با اسلام شناسی و شرق شناسی»، خلاصه مقالات نخستین همایش ملی ایران شناسی، تهران، دایره سبز، ۱۳۸۱.
- «امامیه از منظر غربیان» سایت الشیعه:
.shia.com/html/far/khavar/maqalat/emameeh_qarb. htm -http:// www. Al
- حاجی ابوالحسنی، عبدالحسین و محمد نوری، «نگاهی به عاشورپژوهی در غرب»، مجلّه کتاب ماه (کلیات)، ش ۶۳ و ۶۴.
- دونالدسن، دوایت، «کربلا مهم ترین زیارتگاه شیعی»، ترجمه عباس احمدوند، فصلنامه تاریخ اسلام، ش ۱۹.
- ریچرڈ، سی مارٹین، «تاریخچه مطالعات اسلامی در غرب»، ترجمه سید حسن اسلامی، آینه پژوهش، ش ۵۴، بهمن و اسفند ۱۳۷۷.
- عباسی، مهرداد و آقای، سید علی، «امامان شیعه در دایرة المعارف اسلام»، کتاب ماه دین، ش ۷۴-۷۵، آذر و دی ۱۳۸۲.
- کولبرگ، اتان، «مطالعات غرب در خصوص اسلام تشیع»، مجموعه مقالات کنفرانس «تشیع، مقاومت، انقلاب» مارٹین کرامر، دانشگاه تل آویو، ۱۹۸۴.
- ______، «گزارش سلسله نشست های بنیاد ایران شناسی»، روزنامه شرق، سال سوم، ش ۷۵۴، دوشنبه ۱۸ اردی بهشت ۱۳۸۵.

ب) انگریزی ماٰخذ
-The Formative Period of Twlever Shiism :Hadith as Discourse between Qom and Baghdad, Andrew Newman, Richmond, Curzon ,2000.
-The Oxford Encyclopedia of Modern Islamic World, ed John L. Esposito ,Newyork 1995.
-Early Shi'I Thought: the Teachings of Imam Muhammadal-Bahir.NewYork, 2000.
-International Journal of Shi'i Studies (IJSS)
-Journal of Qur'anic Studies.
-The Journal of south Asian and Middle EasternStudies.
-The International Society for Iranian Studies (ISIS)

-TheLondon Middle East Institute (LMEI)
-The School of Oriental and AfricanStudies, University of London.
-Center for Middle Eastern studies ,University of Texas.
-The Institute of Advanced Studies of The HebrewUniversity of Jerusalem.
-Yule, Henry (Ed.), The Travels of Marco Polo ,Dover Publications, New York, 1983.
-Bulletin of the School of Oriental and African Studies, University of London. Vol.LXIV Part 2001,2.
-Journal of Semitic Studies © 2003 by University of Manchester.
-Library and ArchivesCanada (کتابخانہ و آرشیو ملی کانادا) :http://www.collectionscanada.ca/index-e.html

ج) یونیورسٹیوں اور اسلامیات و تشیع کے مراکز کی سائٹیں

.www.lancs.ac.uk (لنکسٹر یونیورسٹی)

www.mmu.ac.uk (منچسٹر یونیورسٹی).

www.iis.ac.uk (.(ادارہ برائے اسماعیلیات)

.www.bristol.ac.uk (برسٹول یونیورسٹی)

www.princeton.edu ((پرنسٹوں یونیورسٹی).

www.yale.edu(.(ییل یونیورسٹی)

www.anu.edu.au (نیشنل یونیورسٹی آف آسٹریلیا).

www.unimelb.edu.au (ملبورن یونیورسٹی).

www.biu.ac.il (بارائلان یونیورسٹی).

www.haifa.ac.il (حیفا یونیورسٹی).

www.ol.huji.ac.il ((یوروشلم عبری یونیورسٹی).

www.sheffield.ac.uk (شیفلڈ یونیورسٹی)

www.soas.ac.uk (لندن یونیورسٹی مطالعات ایشیاء وافریقہ (سوآس).

www.leeds.ac.uk (لیڈز یونیورسٹی).

www.cam.ac.uk (کمبرج یونیورسٹی).

www.gla.ac.uk (گلاسکو یونیورسٹی).

www.nottingham.ac.uk (ناٹنگھام یونیورسٹی).

www.asu.edu (آریزونا).

www.osu.edu (دانشگاہ اوھایو یونیورسٹی).

/http://mec.sas.upenn.edu (پنسلوانیا یونیورسٹی۔ شعبہ استشراق)

www.artsci.villanova.edu (ویلانوا یونیورسٹی (پنسلوانیا).
www.ucla.edu (یونیورسٹی آف کیلیفورنیا-لاس انجلس).
www.harvard.edu (.ہارڈورڈ یونیورسٹی).
www.ysu.edu (ینگز ٹاؤن یونیورسٹی).
www.iranheritage.org (بنیاد میراث ایران).
www.iranianstudies.net (مرکز مطالعات ایرانی).
/www.belmont.edu (بلومنٹ یونیورسٹی).
/http://uts.cc.utexas.edu (تگزاس یونیورسٹی، شعبہ استشراق).
/http://www.brill.nl (برل پبلیکیشنز—لیڈن ہالینڈ).
www.concordia.ca (کنکورڈیا یونیورسٹی).
http://www.al-islam.org/encyclopedia/index.html. (شیعہ انسائیکلو پیڈیا).
http://lem.vjf.cnrs.fr/fichecerl/Amir_Moezzi.html.

ماخذ: مجلّہ تاریخ اسلام، شمارہ ۳۷